

تجزیر کے احکام و اثرات: شرعی و وضعی قوانین کا تقابلی جائزہ

THE RULINGS AND EFFECTS OF TA'ZIR: A COMPARATIVE REVIEW OF SHARIA AND CONSTITUTIONAL LAWS

*Iffat Shamshad Qureshi¹

¹PhD Scholar, Islamic Studies, The Women University, Multan, Punjab, Pakistan.



HEC
"Y"
Category
HEC Journal
Recognition System



ARTICLE INFO

Article History:

Received: January 03, 2025
Revised: January 24, 2026
Accepted: January 27, 2026
Available Online: January 31, 2026

Keywords:

Ta'zīr (Islamic Criminal Law)
Statutory Law & Comparative Law
Punishment Theories
Judicial Discretion
Rehabilitation & Restorative Justice

Funding:

This research journal (PIIJS) doesn't receive any specific grant from any funding agency in the public, commercial, or not-for-profit sectors.

Copyrights:



Copyright Muslim Intellectuals Research Center. All Rights Reserved © 2021. This work is licensed under a [Creative Commons Attribution 4.0 International License](https://creativecommons.org/licenses/by/4.0/)

ABSTRACT

Ta'zīr is a distinctive and flexible component of Islamic criminal law that deals with offenses for which no fixed punishment is prescribed in the Qur'ān or Sunnah. Unlike Hudūd, Qiṣās, and Diyah, Ta'zīr is discretionary, allowing judges or rulers to adapt punishments to the nature of the crime and the needs of society. This flexibility makes it a vital mechanism for addressing new and emerging crimes in contemporary Muslim societies.

The study adopts a documentary and analytical approach, drawing upon classical and modern Islamic jurisprudential texts, Qur'ānic injunctions, Prophetic traditions, and relevant statutory legal literature. It systematically analyzes the objectives, principles, and applications of Ta'zīr in Islamic law and compares them with theories of punishment in statutory systems, such as retribution, deterrence, rehabilitation, incapacitation, and restorative justice.

The research reveals that Ta'zīr emphasizes discipline, reform, deterrence, and social order, while also incorporating mercy and forgiveness through repentance, intercession, or pardon. It reflects a dual linguistic meaning—"to prevent" and "to support"—highlighting its corrective and rehabilitative nature. Statutory systems, in contrast, prioritize secular theories of punishment and face challenges such as sentencing disparities, high incarceration costs, and human rights concerns. Despite differences in origin and philosophy, both systems share common goals of crime prevention, offender reform, and societal protection.

Ta'zīr demonstrates the adaptability of Islamic law to modern challenges, offering a more humane and holistic model of justice compared to rigid or purely retributive statutory approaches. The study recommends developing clear guidelines for the application of Ta'zīr, promoting restorative justice practices, enhancing judicial training, and aligning with international human rights standards to strengthen both Islamic and statutory frameworks in achieving justice and social welfare.

*Corresponding Author's Email: keehanh@gmail.com

تجزیر "اسلامی فوجداری قانون کا ایک منفرد اور لچکدار حصہ ہے جو ان جرائم کی سزاؤں سے متعلق ہے جن کی نوعیت اور مقدار کا تعین شریعت نے واضح طور پر نہیں کیا ہے۔ یہ حدود، قصاص اور دیت جیسی متعین سزاؤں سے مختلف ہے، اور اس کا تعین مسلم حکمران یا قاضی کی صوابدید پر ہوتا ہے۔ یہ نظام اسلامی قانون کو بدلتے ہوئے سماجی حالات اور نئے ابھرتے ہوئے جرائم سے نمٹنے کی صلاحیت فراہم کرتا ہے، جس کا بنیادی مقصد مجرم کی اصلاح، تادیب اور معاشرتی نظم و نسق کو برقرار رکھنا ہے۔

عصری مسلم معاشروں میں تجزیہ کی عملی اہمیت بہت زیادہ ہے، خاص طور پر جب ٹیکنالوجی کے ارتقاء اور سماجی تبدیلیوں کے نتیجے میں نئے قسم کے جرائم سامنے آتے ہیں جن کے لیے شریعت میں کوئی واضح نص موجود نہیں۔ یہ تحقیق تجزیہ کے اسلامی تصور کا موجودہ وضعی (انسانوں کے بنائے ہوئے) قوانین کے ساتھ تقابلی جائزہ پیش کرتی ہے۔ اس مطالعے کی اہمیت اس بات میں ہے کہ یہ دونوں قانونی نظاموں کے درمیان انصاف کے مشترکہ مقاصد، طریق کار میں فرق، اور ان کے عملی اثرات کو واضح کرتی ہے۔ یہ نہ صرف اسلامی قانون کی عصری مطابقت اور موافقت کی صلاحیت کو نمایاں کرتی ہے بلکہ وضعی قوانین کے چیلنجز اور اصلاحی کوششوں کو بھی سمجھنے میں مدد دیتی ہے، جس سے معاشرتی امن و امان اور فرد کی فلاح کے لیے بہتر حکمت عملیوں کی تشکیل ممکن ہو سکے۔

”وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بَغْيًا وَكُتُوبًا فَهَلْ يَحْتَمِلُونَ بَعْثَانَا وَإِنَّمَا مَبِيتُنَا“¹

(اور جو لوگ مومن مردوں اور مومن عورتوں کو ناحق ایذا دیتے ہیں سو انھوں نے بہت بھاری ہتھانیا اور کھلی گراہی کی)

فقہ میں "تعزیر کی تعریفات

حدیث نبوی ﷺ میں ارشاد ہے

((لا یحسد فوق عشر جلدات الا فی حد من حدود اللہ))²

(کسی کو دس کوڑوں سے زیادہ نہ مار جائے سوائے اللہ کی مقرر کردہ حدود کے)

اسی طرح مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں

(تعزیرات اسلامی شریعت کا وہ پہلو ہیں جہاں حکمران کو اختیار دیا گیا ہے

کہ وہ شریعت کے اصولوں کی روشنی میں وقت، مقام اور حالات کے

مطابق فیصلہ کرے)³

تعزیر عربی زبان میں منع کرنے، مدد کرنے اور ادب و احترام کرنے کے معنی میں ہے۔⁴

لفظ "تعزیر" عربی زبان کے مادے "عزr" سے ماخوذ ہے، جس کے بنیادی لغوی معنی "روکنے"، "منع کرنے" یا "باز رکھنے" کے ہیں۔⁵

یہ لفظ کسی کو برائی سے باز رکھنے یا کسی عمل سے روکنے کے مفہوم میں استعمال ہوتا ہے۔ اس

معنی میں، تعزیر اس سزا کو کہتے ہیں جو انسان کو اس فعل (گناہ یا جرم) کے دوبارہ ارتکاب سے

باز رکھتی ہے جس کی وجہ سے اسے وہ سزا بھگتنی پڑی۔ یہ پہلو تعزیر کے بازدارانہ

(deterrent) مقصد کو نمایاں کرتا ہے۔ تاہم، لفظ "عزr" میں "مدد کرنے"، "طاقت

دینے"، "عزت و توقیر کرنے" اور "ادب سکھانے" کے معنی بھی پائے جاتے ہیں۔

قرآن مجید میں بھی یہ لفظ مختلف معانی میں استعمال ہوا ہے، مثال کے طور پر سورۃ الفتح کی

آیت 9 میں "وَتَعَزَّوْهُ وَتُقَرِّوْهُ" (تاکہ تم اس (نبی) کی مدد کرو اور اس کا ادب کرو)

میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد اور تعظیم کا مفہوم پایا جاتا ہے۔ اسی طرح سورۃ المائدہ

کی آیت 12 میں "وَعَزَّوْهُ" (اور ان کی مدد کرو گے) اور سورۃ الاعراف کی آیت

157 میں "وَعَزَّوْهُ وَنَصَرَوْهُ" (ان کی تعظیم کی اور انہیں مدد دی) میں بھی مدد اور

تعظیم کے معنی موجود ہیں۔⁶

تعزیر کے لغوی معنی "روکنا" اور "مدد کرنا" یا "ادب سکھانا"، محض ایک لسانی

خصوصیت نہیں بلکہ اس کے فقہی فلسفے کی گہری عکاسی کرتی ہے۔ یہ ظاہر کرتا ہے کہ

اسلامی قانون میں تعزیر کا مقصد صرف مجرم کو سزا دینا یا اسے تکلیف پہنچانا نہیں ہے، بلکہ

اس کا بنیادی مقصد اسے مزید برائی سے روکنا اور اس کی اصلاح کرنا ہے۔ جب کوئی شخص

سزا کے سبب نامناسب اعمال و حرکات سے باز آ جاتا ہے تو اسے پھر سے وقار اور عزت

حاصل ہو جاتی ہے۔⁷

اس طرح، سزا کے ذریعے کسی کو برائی سے روکنادر حقیقت اس کی مدد کرنا اور اسے دوبارہ

معاشرتی وقار حاصل کرنے کے قابل بنانا ہے۔ یہ تصور، جدید قانونی نظاموں میں پائے

جانے والے بعض انتقامی نظریات کے برعکس ہے جو صرف "جرم کے بدلے تکلیف" پر

زور دیتے ہیں۔ تعزیر کا لغوی مفہوم اس بات پر زور دیتا ہے کہ سزا کا مقصد فرد کی اخلاقی،

مذہبی اور سماجی بہتری ہے جس سے معاشرتی و سماجی اقدار کا تحفظ بھی ہوتا ہے۔

فقہی اصطلاح میں "تعزیر" سے مراد وہ سزا ہے جس کی نوعیت، مقدار اور کیفیت

شریعت (قرآن و سنت) میں واضح طور پر متعین نہ کی گئی ہو۔⁸

یہ حدود، قصاص یا دیت کے زمرے میں نہیں آتی۔ اس کا تعین مسلم حکمران یا قاضی

(جج) کی صوابدید پر چھوڑ دیا گیا ہے، جو جرم کے موقع و محل اور ضرورت کے مطابق سزا

مقرر کرتا ہے۔

(تعزیر کا اطلاق شرعی محرمات کے ارتکاب یا حکومتی قوانین و ضوابط کی

خلاف ورزی پر ہوتا ہے)⁹

یہ تعریف تعزیر کو اسلامی فوجداری نظام میں ایک پلکدار اور موافق آلے کے طور پر نمایاں

کرتی ہے، جو ان تمام جرائم کا احاطہ کرتا ہے جن کے لیے شریعت کی کوئی مقررہ سزا نہیں۔

آئمہ اربعہ کے نزدیک تعزیر کا مفہوم درج ذیل ہے

امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک

(تعزیر سے مراد ایسی تادیبی سزا جو ہر اس معصیت پر دی جائے جس میں

نہ حد مقرر ہو اور نہ کفارہ)¹⁰

امام مالکؒ کے نزدیک

(تعزیر ایسی سزا ہے جو معاشرتی مصلحت اور فساد کی روک تھام کے لیے

دی جاتی ہے، چاہے جرم بار بار ہو)¹¹

امام شافعیؒ کے نزدیک

(تعزیر کا مقصد صرف سزا نہیں بلکہ مصلحت عامہ اور جرم کی روک تھام ہے)¹²

امام احمد بن حنبلؒ کے نزدیک

(ہر وہ سزا جو حد اور قصاص کے علاوہ ہو، تعزیر کہلاتی ہے)¹³

خلاصہ یہ ہے کہ آئمہ اربعہ کے نزدیک تعزیر کا جامع مفہوم یہ ہے کہ تعزیر کا مقصد صرف سزا

دینا نہیں بلکہ فرد کی دینی و اخلاقی تربیت، معاشرتی نظم و نسق کا استحکام، فتنہ و فساد کا انسداد اور

معاشرے کو بے اعتدالی سے بچانا ہے۔ یوں تعزیر اسلامی قانون کا وہ اہم پہلو ہے جو ضرورت،

حکمت اور مصلحت کے تحت معاشرے کی اصلاح اور امن کے قیام میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔

لہذا تعزیر وہ سزا ہے جو حدود و قصاص کے علاوہ جرائم پر قاضی یا حاکم وقت کی صوابدید پر

دی جاتی ہے تاکہ معاشرے میں جرائم کا سد باب کیا جائے اور نظم و ضبط کو اسلامی اصولوں

کے مطابق یقینی بنایا جائے۔

اسلامی قانون میں سزائوں کا تصور: حدود، قصاص، دیت اور تعزیر

اسلامی قانون میں سزائوں کا ایک منظم اور جامع نظام موجود ہے جو مختلف قسم کے جرائم اور ان

کے سماجی و اخلاقی اثرات کے مطابق سزائوں کی درجہ بندی کرتا ہے۔ یہ نظام الٰہی احکامات پر

مبنی ہے، جو اسے وضعی قوانین سے ممتاز کرتا ہے جو انسانی اذہان کی پیدوار ہیں۔¹⁴

اس نظام کو بنیادی طور پر چار اقسام میں تقسیم کیا گیا ہے: حدود، قصاص، دیت اور تعزیر۔

حدود (Hudud)

نوعیت، مجرم کی حالت اور معاشرتی ضرورت کے مطابق مختلف ہو سکتی ہیں۔ تعزیر کا نظام اسلامی قانون میں ایک اہم لچک فراہم کرتا ہے، جو اسے نئے اور ابھرتے ہوئے جرائم سے نمٹنے کے قابل بناتا ہے جن کے لیے شریعت میں کوئی مقررہ سزا موجود نہیں بلکہ "تعزیر کا اطلاق شرعی حرمت کے ارتکاب یا حکومتی قوانین و ضوابط کی خلاف ورزی پر ہوتا ہے۔" 19

اسلامی قانون میں سزائوں کی یہ درجہ بندی ایک نفیس قانونی فلسفے کو ظاہر کرتی ہے جو اُلٰی احکامات، انفرادی حقوق اور عدالتی صوابدید کے درمیان توازن قائم کرتا ہے۔ حدود معاشرتی نظم و نسق کے لیے اُلٰی حدود اور بنیادی اصولوں کو قائم کرتی ہیں، جو معاشرتی اقدار کے تحفظ اور سنگین سماجی نقصانات کی روک تھام پر زور دیتی ہیں۔ قصاص اور دیت انفرادی انصاف اور مفاہمت کو ترجیح دیتے ہیں، جس سے متاثرہ فریق کی خود مختاری اور بحالی کے عناصر کو شامل کیا جاتا ہے۔ تعزیر ایک اہم "سیفٹی نیٹ" یا "خلا کو پر کرنے والے" کے طور پر کام کرتی ہے، جو تمام دیگر خلاف ورزیوں کو حل کرنے کے لیے موافقت فراہم کرتی ہے، اور قاضی کی حکمت کے مطابق حالات کے مطابق سزائیں دینے کی اجازت دیتی ہے۔ یہ نظام جامد نہیں بلکہ مختلف قسم کے نقصانات اور حقوق کے مطابق متحرک طور پر رد عمل ظاہر کرتا ہے۔ تعزیر کا وجود اسلامی قانون کی عملی اور موافق نوعیت کو نمایاں کرتا ہے، جو اسے نئے سماجی چیلنجز اور معمولی خلاف ورزیوں سے نمٹنے کی اجازت دیتا ہے جن کے لیے مقررہ، سخت سزائوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ یہ عدالتی حکمت پر بھی اعتماد کا اظہار کرتا ہے کہ وہ انصاف کو سیاق و سباق کے مطابق لاگو کرے، جو جدید قانونی نظاموں کے ساتھ ایک اہم تقابلی نکتہ ہے۔

حدود، قصاص، دیت اور تعزیر کا تقابلی خاکہ

خصوصیت	حدود (Hudud)	قصاص (Qisas)	دیت (Diyat)	تعزیر (Ta'zir)
تعریف	شریعت میں متعین سزا	جان یا اعضاء پر عمدی جرم کی مساوی سزا	مالی معاوضہ	غیر متعین سزا، قاضی کی صوابدید پر
جرم کی نوعیت	زنا، چوری، شراب، قذف، ذاکہ، ارتداد	قتل عمد، جسمانی نقصان عمدی	غیر عمدی قتل، جسمانی نقصان، قصاص کا متبادل	حدود، قصاص، دیت سے باہر کے تمام جرائم، حکومتی خلاف ورزیاں
قانون کا ماخذ	قرآن و سنت (متعین)	قرآن و سنت (مساوی)	قرآن و سنت (مالی)	قاضی / حکومت کی صوابدید (غیر متعین)
حق (حق)	حق اللہ کا حق	حق العبد (بندے کا حق)	حق العبد (بندے کا حق)	حق اللہ و حق العبد (دونوں کا)
معافی/عفو	توبہ، شفاعت، عفو سے ساقط نہیں ہوتی	متاثرہ فریق / ورثاء معاف کر سکتے ہیں	متاثرہ فریق / ورثاء قبول کر سکتے ہیں	توبہ، شفاعت، حکمران کے عفو سے ساقط ہو سکتی ہے
بنیادی مقصد	معاشرتی اقدار کا تحفظ، فساد کی روک تھام	انفرادی انصاف، مساوات، مفاہمت	مالی ازالہ، تنازعات کا پراسن حل	اصلاح، تادیب، روک تھام، معاشرتی نظم و نسق

اہمیت کے اعتبار سے اگر دیکھا جائے تو تعزیر کا مطالعہ اسلامی فوجداری نظام کی لچک اور موافقت کو سمجھنے کے لیے ناگزیر ہے، کیونکہ یہ ان جرائم کی ایک وسیع رینج کو مخاطب کرتا ہے جو حدود یا قصاص کے تحت نہیں آتے۔ عصری مسلم معاشروں میں اس کی عملی اہمیت بہت زیادہ ہے، جہاں یہ نئے اور ابھرتے ہوئے جرائم سے نمٹنے کے لیے ایک اہم آلہ فراہم کرتا ہے

یہ وہ سزائیں ہیں جو قرآن و سنت میں مخصوص جرائم کے لیے واضح طور پر متعین کی گئی ہیں۔ ان جرائم میں زنا، قذف (جھوٹی تہمت)، چوری، شراب نوشی، حرابہ (ڈاکہ زنی) اور ارتداد (اسلام سے مرتد ہونا) شامل ہیں۔ 15

ان سزائوں کی نوعیت، مقدار اور کیفیت کا تعین شارع (اللہ تعالیٰ) نے کیا ہے، اور ان میں کسی قسم کی کمی بیشی یا تبدیلی کی گنجائش نہیں ہوتی۔ حدود کو "حق اللہ" (اللہ کا حق) سمجھا جاتا ہے جس کا مطلب ہے کہ یہ معاشرتی نظام اور اقدار کے تحفظ کے لیے ہیں، اور ایک بار جرم ثابت ہو جانے کے بعد افراد یا معاشرے کی جانب سے انہیں معاف نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ

"تِلْكَ حُدُودُ اللَّهِ فَلَا تَقْرُبُوهَا" 16

ان کا بنیادی مقصد اسلامی حکومت میں بسنے والے ہر فرد کی عزت و آبرو اور جان و مال کا تحفظ اور انسانیت کی تکریم ہے۔

قصاص (Qisas)

قصاص کا تعلق جان یا اعضاء پر عمدی جرائم سے ہے، جیسے قتل عمد یا جسمانی نقصان پہنچانا۔ اس میں مجرم کو اسی طرح کی سزا دی جاتی ہے جس طرح اس نے جرم کیا ہو، مثال کے طور پر قتل کے بدلے قتل۔ 17

تاہم، قصاص بنیادی طور پر "حق العبد" (بندے کا حق) ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ متاثرہ فریق یا اس کے ورثاء کو یہ اختیار حاصل ہوتا ہے کہ وہ مجرم کو معاف کر دیں، دیت (خون بہا) قبول کر لیں، یا قصاص کا مطالبہ کریں۔ یہ لچک اسلامی قانون میں فرد کے حقوق اور مفاہمت کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔

دیت (Diyat)

دیت ایک مالی معاوضہ ہے جو بعض جرائم میں متاثرہ فریق یا اس کے ورثاء کو ادا کیا جاتا ہے۔ یہ خاص طور پر قصاص کے متبادل کے طور پر قبول کی جاسکتی ہے، یا ان صورتوں میں جہاں قصاص کا اطلاق ممکن نہ ہو، جیسے غیر عمدی قتل یا جسمانی نقصان۔ 18

لہذا دیت کا نظام متاثرہ فریق کو مالی طور پر ازالہ فراہم کرتا ہے اور تنازعات کے پراسن حل کو فروغ دیتا ہے۔

تعزیر (Ta'zir)

تعزیر وہ سزائیں ہیں جو حدود، قصاص یا دیت کے زمرے میں نہیں آتیں، یا جہاں ان کے نفاذ کی شرائط پوری نہیں ہوتیں۔ ان کا تعین حکومتی یا عدالتی صوابدید پر ہوتا ہے، اور یہ جرم کی

متعین جرائم (حدود) کے لیے، توجہ الٰہی حدود کو برقرار رکھنے اور اجتماعی تحفظ پر مرکوز ہوتی ہے۔ لیکن تعزیری جرائم کے لیے، جہاں نقصان کم سنگین ہو سکتا ہے یا ثبوت کم سخت ہو سکتے ہیں، نظام فرد کی اخلاقی بحالی کو ترجیح دیتا ہے۔ یہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ تعزیر کو زیادہ پکد اور فرد کے حالات کے مطابق ڈیزائن کیا گیا ہے، جس کا مقصد محض سزا دینا نہیں بلکہ روپے کو درست کرنا ہے۔ یہ فرق اس بات کو نمایاں کرتا ہے کہ اسلامی قانون اپنے تعزیری فلسفے میں یکساں نہیں ہے۔ تعزیر انصاف کے ایک مضبوط اصلاحی پہلو کو مجسم کرتی ہے، جو جدید بحالی کے نظریات سے ہم آہنگ ہے، لیکن اس کی جڑیں ایک اخلاقی اور روحانی ڈھانچے میں ہیں جس کا مقصد فرد کو وقار اور اللہ کی اطاعت کی حالت میں واپس لانا ہے، نہ کہ محض سماجی دوبارہ انضمام کے سیکولر تصورات۔

قاضی کے تعزیری اختیارات اور ان کے اثرات

تعزیر کے نظام میں قاضی یا حکمران کو سزائوں کے تعین میں اہم صوابدید حاصل ہے، جو اسلامی قانون کی پک اور موافقت کا ایک بنیادی ستون ہے۔

• **قاضی کے اختیارات:** قاضی یا حکمران، تعزیر کی نوعیت، مقدار اور طریقہ کار کا تعین کرتے ہیں۔ یہ صوابدید "موقع و محل اور ضرورت کے مطابق" استعمال کی جاتی ہے، جس کا مطلب ہے کہ قاضی کو جرم کے مخصوص حالات، مجرم کی شخصیت، اور اس کے معاشرتی اثرات کا جائزہ لینا ہوتا ہے۔ مزید برآں، اسلامی حکمران کو ایسے ضمنی قوانین (By Laws) بنانے کی بھی اجازت ہے جو جرائم کو ختم کرنے کے لیے تعزیر کی صورت میں نافذ ہو سکیں۔ یہ اختیار اسلامی قانون کو نئے اور ابھرتے ہوئے جرائم، جیسے سائبر کرائم یا پیچیدہ مالیاتی دھوکہ دہی، سے نمٹنے کے قابل بناتا ہے جو کلاسیکی نصوص میں واضح طور پر پیش نظر نہیں تھے۔

• **اختیارات کی حدود:** قاضی کی صوابدید لامحدود نہیں بلکہ شرعی اصولوں اور مقاصد کے تحت محدود ہے۔ تعزیری سزائی مقدار عام طور پر کسی مماثل حد کی سزا سے زیادہ نہیں ہونی چاہیے۔ قاضی کو سزاکا تعین کرتے وقت جرم کی نوعیت، اس کے ارتکاب کے حالات، مجرم کی شخصیت، متاثرہ فریق کی صورتحال، اور زمان و مکان جیسے عوامل کو مد نظر رکھنا چاہیے۔²²

سزاکا مقصد ہمیشہ تادیب اور اصلاح ہونا چاہیے، محض انتقام نہیں۔ یہ عوامی تادیب اور روک تھام کے مقصد کو پورا کرتا ہے۔

• **اثرات:** قاضی کی یہ صوابدید طاقت، خاص طور پر نئے جرائم کے لیے ضمنی قوانین بنانے کی صلاحیت، تعزیر کو اسلامی قانون میں قانونی ارتقاء اور موافقت کا ایک اہم طریقہ کار بناتی ہے۔ یہ اسلامی قانون کو بدلتے ہوئے سماجی ضروریات اور بدعنوانی کی نئی شکلوں کے مطابق ڈھالنے کے لیے ضروری پک فراہم کرتی ہے۔ حدود کی مقررہ

جن کے لیے شریعت میں کوئی واضح نص موجود نہیں۔ یہ خاص طور پر ان معاملات میں اہم ہے جہاں ٹیکنالوجی کے ارتقاء یا سماجی تبدیلیوں کے نتیجے میں نئے قسم کے جرائم سامنے آتے ہیں، جیسے سائبر کرائم یا پیچیدہ مالیاتی دھوکہ دہی۔ وضعی قوانین کے ساتھ اس کا تقابلی جائزہ، انصاف کے مشترکہ مقاصد اور طریق کار میں فرق کو واضح کرتا ہے، اور یہ سمجھنے میں مدد دیتا ہے کہ دونوں نظام کس طرح جرائم کا مقابلہ کرتے ہیں اور معاشرتی نظم و نسق کو برقرار رکھتے ہیں۔ یہ تقابلی مطالعہ اسلامی قانون کی عصری مطابقت اور اس کی موافقت کی صلاحیت کو بھی نمایاں کرتا ہے، اور یہ ظاہر کرتا ہے کہ "اسلامی سزائوں کا نظام انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور اپنے اندر بہت سی سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کی اصلاح کا بھی ضامن ہے۔"²⁰

شرعی قوانین میں تعزیر کے مقاصد و اثرات

تعزیر کے بنیادی مقاصد فرد اور معاشرے دونوں کی فلاح پر مبنی ہیں، اور یہ اسلامی قانون کے وسیع تر عدالتی فلسفے کا حصہ ہیں۔ یہ مقاصد صرف سزائیں تک محدود نہیں بلکہ اس کا بنیادی مقصد مجرم کی اصلاح کرنا اور اسے مزید برائی سے روکنا ہے۔

تعزیر کے مقاصد

- **تادیب (Discipline/Admonishment):** تعزیر کا ایک اہم مقصد مجرم کو ادب سکھانا، اس کے رویے کو درست کرنا، اور اسے جرم کی تکرار سے روکنا ہے۔ یہ سزا مجرم کو ناجائز کاموں سے باز رکھتی اور اسے صحیح راستے پر لانے میں معاون ثابت ہوتی ہے۔
 - **اصلاح (Reform):** تعزیر کا ایک بنیادی مقصد مجرم کی اصلاح کرنا ہے، تاکہ وہ اپنے غلط اعمال سے باز آکر دوبارہ معاشرتی وقار اور عزت حاصل کر سکے۔ یہ فرد کو ایک بہتر شہری بنانے کی کوشش ہے۔ اسلامی سزائوں کا نظام مجرم کی اصلاح کرتا ہے۔
 - **روک تھام (Prevention/Deterrence):** تعزیر کا مقصد صرف مجرم کو سزا دینا نہیں بلکہ اسے آئندہ جرم کرنے سے روکنا ہے (خاص روک تھام) اور معاشرے کے دوسرے افراد کو بھی ایسے افعال سے باز رکھنا ہے (عام روک تھام)۔ یہ معاشرے میں جرم کی شرح کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔
 - **معاشرتی تحفظ (Societal Protection):** روک تھام اور اصلاح کا پہلو بالواسطہ طور پر معاشرتی تحفظ میں معاون ہے۔ جب افراد کی اصلاح ہوتی ہے اور جرم کی روک تھام ہوتی ہے، تو معاشرہ زیادہ محفوظ اور مستحکم ہوتا ہے۔ اسلامی فلاحی مملکت کا بنیادی مقصد ہی یہ ہوتا ہے کہ وہ عوام کے لیے ریاست کو امن کا گہوارہ بنائے۔²¹
- تعزیر کے مقاصد میں فرد پر مرکوزیت اور معاشرے پر مرکوزیت کے درمیان ایک خاص توازن پایا جاتا ہے۔ حدود کے برعکس، جہاں بنیادی مقصد "معاشرے کی اقدار کا دفاع کرنا" ہے تعزیر میں "تادیب" اور "اصلاح" پر زیادہ زور دیا جاتا ہے جو براہ راست مجرم کی ذات سے متعلق ہیں۔ یہ اسلامی قانون میں ایک نفیس نقطہ نظر کو ظاہر کرتا ہے۔ سنگین اور

● **نظم و نسق کی برقراری: (Maintenance of Order):** تعزیر کا نفاذ معاشرتی نظم و نسق کو برقرار رکھنے اور بد عنوانی کو روکنے میں معاون ہے۔²⁴ یہ معاشرے میں قانون کی حکمرانی کو یقینی بناتا ہے۔

● **سزائوں کی درجہ بندی: (Grading of Punishments):** بعض جدید قانونی نظاموں میں، تعزیری سزائوں کو مختلف درجات میں تقسیم کیا گیا ہے، جس سے عدالتوں کے دائرہ اختیار اور سزا کی شدت متاثر ہوتی ہے۔

تعزیر کے نفاذ میں رحمت اور اصلاح پر زور دیا جاتا ہے۔ توبہ، شفاعت، یا عفو کے ذریعے سزا کے ساقط ہونے کا امکان، اسلامی قانون میں رحم، معافی، اور بحالی کے مواقع پر زور دیتا ہے۔ یہ نرمی کمزوری نہیں بلکہ ایک دانستہ خصوصیت ہے جو اسلامی انصاف کے نظام کی انسانیت اور چلک کو نمایاں کرتی ہے۔ حقیقی توبہ کے ذریعے معافی کا امکان مجرموں کو رسمی قانونی کارروائی سے پہلے خود کو درست کرنے کی ترغیب دیتا ہے، جس سے اخلاقی جوابدہی کو فروغ ملتا ہے۔ قاضی کا عفو کا اختیار انصاف کے لیے ایک زیادہ ہمدردانہ اور انفرادی نقطہ نظر کی اجازت دیتا ہے، خاص طور پر جب بنیادی مقصد نظم و ضبط اور اصلاح ہونہ کہ محض سخت انتقام۔ یہ حدود کی مقررہ نوعیت کے برعکس ہے، جہاں اللہ کا اجتماعی حق مقدم ہوتا ہے، جو سخت انصاف اور ہمدردانہ اطلاق کے درمیان توازن کو ظاہر کرتا ہے۔ تعزیر کا یہ پہلو اسے ایک زیادہ چلکدار اور انسانی آلہ بناتا ہے، جو اسے جدید بحالی اور بحالی انصاف کے نظریات کے ساتھ زیادہ قریب سے ہم آہنگ کرتا ہے بجائے اس کے کہ محض انتقامی یا نااہل کرنے والے نقطہ نظر کے۔ یہ اسلامی قانونی نظام کی ہمدردی اور فرد کی روحانی اور اخلاقی فلاح و بہبود پر توجہ کی صلاحیت کو نمایاں کرتا ہے۔

وضعی قوانین میں سزائوں کے مقاصد و عملی اثرات

وضعی قوانین، جو انسانوں کے بنائے ہوئے قوانین ہیں، معاشرتی نظم و نسق کو برقرار رکھنے اور جرائم کی روک تھام کے لیے سزائوں کی ضرورت کو تسلیم کرتے ہیں۔ اسلامی سزائوں کے برعکس، جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے تشکیل دی ہیں، وضعی قوانین میں سزائوں کا نظام "خود ساختہ اور ان کے اپنے اذہان کی پیداوار" ہے۔ یہ سزائیں مختلف جرائم کے لیے مقرر کی جاتی ہیں، جن میں چھوٹے جرائم جیسے معمولی چوری یا ٹریفک کی خلاف ورزی سے لے کر سنگین جرائم جیسے قتل یا عصمت دری شامل ہیں۔

سزائوں کے نظریات (مقاصد)

جدید قانونی نظام عام طور پر درج ذیل نظریات کی رہنمائی میں کام کرتے ہیں، جو سزائوں کے مقاصد اور ان کے اطلاق کی بنیاد بنتے ہیں:

● **انتقام: (Retribution):** یہ نظریہ "جیسا کرو گے ویسا بھرو گے" (Tit for Tat) یا "آنکھ کے بدلے آنکھ" کے اصول پر مبنی ہے۔ اس کا مقصد مجرم کو اس کے جرم

نوعیت کے برعکس، تعزیر مسلم اکثریتی ممالک میں قانونی نظاموں کے لیے ضروری چلک فراہم کرتی ہے تاکہ وہ ایسے جرائم کو حل کر سکیں جن کی کلاسیکی نصوص میں واضح طور پر پیش گوئی نہیں کی گئی تھی۔ یہ اسلامی فقہ کی قانونی ترقی اور موافقت کی موثر وٹی صلاحیت کو نمایاں کرتا ہے، جو اکثر عدالتی اور حکومتی صوابدید کے استعمال کے ذریعے ہوتی ہے۔ یہ موافقت اسلامی قانون کی ایک اہم طاقت ہے جسے اکثر جامد سمجھنے والے نظر انداز کر دیتے ہیں۔ یہ اسلامی اصولوں کو جدید قانونی ڈھانچے میں ضم کرنے میں سہولت فراہم کرتی ہے، جس سے الٰہی احکامات اور عصری حکمرانی کے درمیان ایک متحرک تعامل ممکن ہوتا ہے۔ اس طرح، تعزیر روایتی فقہ اور جدید قانون سازی کی ضروریات کے درمیان ایک پل کا کام کرتی ہے۔

نفاذ کے شرائط و اثرات

تعزیر کے نفاذ کے لیے کچھ مخصوص شرائط کا پورا ہونا ضروری ہے، اور اس کے نفاذ کے معاشرے اور فرد پر گہرے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔

● **نفاذ کی شرائط:** تعزیر اس وقت لاگو ہوتی ہے جب کوئی فرد "محرمات شرعی" (شرعی طور پر ممنوعہ افعال) کا مرتکب ہو یا "نقض مقررات حکومتی" (حکومتی قواعد و ضوابط کی خلاف ورزی) کرے۔ یہ ضروری ہے کہ وہ جرم حدود، قصاص یا دیت کے تحت نہ آتا ہو، یا ان سزائوں کے اطلاق کی شرائط پوری نہ ہوتی ہوں۔²³ قاضی کی جانب سے سزا کی ضرورت کا تعین کیا جائے، جس کا بنیادی مقصد نظم و ضبط اور اصلاح ہو

● **توبہ: (Repentance):** اگر مجرم حکمران کے پاس پہنچنے اور گواہی قائم ہونے سے پہلے سچے دل سے توبہ کر لے تو تعزیر ساقط ہو سکتی ہے۔ یہ حدود سے ایک اہم فرق ہے، جہاں توبہ عام طور پر سزا کو ساقط نہیں کرتی۔ یہ اسلامی قانون میں فرد کی اخلاقی ذمہ داری اور اصلاح کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔

● **شفاعت اور عفو: (Intercession and Pardon):** تعزیر میں شفاعت (کسی کی سفارش) اور حکمران کی جانب سے عفو (معافی) کی گنجائش ہے۔ اس کے برعکس، حدود میں یہ عام طور پر ممنوع ہے کیونکہ وہ "حق اللہ" ہیں۔

نفاذ کے اثرات

● **بازداری: (Deterrence):** تعزیر مجرم کو دوبارہ جرم کرنے سے روکتی ہے (خاص بازداری) اور معاشرے کے دوسرے افراد کو بھی ایسے افعال سے باز رکھتی ہے (عام بازداری)۔ اس طرح یہ معاشرتی امن و امان کے قیام میں معاون ہے۔

● **اصلاح: (Reform):** یہ فرد کی اصلاح کرتی ہے، اسے اپنے رویے پر غور کرنے کا موقع دیتی ہے، اور اس کے وقار کو بحال کرتی ہے۔ یہ مجرم کو مزید غلط کاموں سے روکنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

وضعی قوانین میں سزائوں کے یہ مختلف نظریات وقت کے ساتھ ارتقاء پذیر ہوئے ہیں، جو معاشرتی اقدار اور جرم کے بارے میں بدلتے ہوئے تصورات کی عکاسی کرتے ہیں۔ 19 ویں اور 20 ویں صدی میں بحالی پر زور بڑھا، جسمانی سزائوں میں کمی آئی اور قید کا نظام غالب ہو گیا۔ حالیہ برسوں میں، بحالی انصاف میں دلچسپی بڑھی ہے، جو جرم سے ہونے والے نقصان کی تلافی پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔

یہ ارتقاء ظاہر کرتا ہے کہ جدید قانونی نظام کس طرح انصاف کے حصول کے لیے مختلف فلسفوں کو اپناتے اور ان کے درمیان توازن قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

سزائوں کا تعین اور عوامل

جدید عدالتی نظام کا مقصد صرف تنزیعات کو حل کرنا ہی نہیں بلکہ انصاف کو برقرار رکھنا بھی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ یہ نظام شفافیت اور جوابدہی کو فروغ دینے کے لیے بھی کوشاں رہتا ہے۔ سزائوں کا تعین ایک پیچیدہ عمل ہے جس میں کئی عوامل کو مد نظر رکھا جاتا ہے تاکہ انصاف کی فراہمی یقینی بنائی جاسکے اور سزائیں جرم کے مطابق ہوں۔

● **سزائوں کے تعین کے مقاصد:** جدید عدالتی نظام میں سزائوں کے بنیادی مقاصد میں

تنزیعات کا حل، انصاف کا قیام، اور انصاف کی بروقت فراہمی شامل ہیں۔²⁶ ہندوستان میں متعارف کرائے گئے نئے فوجداری قوانین میں بھی تیز رفتار انصاف، چارج شیٹ کی جلد فائلنگ، اور فیصلوں کے جلد اعلان پر زور دیا گیا ہے، جس کے لیے ہر مرحلے کے لیے وقت کی حد مقرر کی گئی ہے۔²⁷ یہ تبدیلیاں اس بات کی عکاسی کرتی ہیں کہ عدالتی نظام کس طرح اپنی کارکردگی کو بہتر بنانے اور عوام کا اعتماد حاصل کرنے کی کوشش کر رہا ہے۔

● **سزائوں کے تعین کے عوامل:** سزائوں کا تعین کرتے وقت، جج مختلف عوامل پر غور کرتے ہیں تاکہ ایک مناسب اور منصفانہ سزا دی جاسکے:

○ **جرم کی نوعیت اور شدت:** جرم کتنا سنگین ہے اور اس سے کتنا نقصان ہوا ہے، یہ سب سے اہم عوامل میں سے ہیں۔ مثال کے طور پر، مالی جرائم یا جانبداد کو نقصان پہنچانے کے معاملات میں معاوضہ (restitution) ایک مناسب سزا ہو سکتی ہے۔

○ **مجرم کی ذمہ داری کی سطح:** اگر جرم میں ایک سے زیادہ افراد ملوث ہوں تو ہر مجرم کی ذمہ داری کی سطح کا تعین کیا جاتا ہے۔ اگر مجرم مرکزی منصوبہ ساز نہیں تھا تو اس کی ذمہ داری کم سمجھی جاسکتی ہے۔

○ **مجرم کی مجرمانہ تاریخ:** مجرم کا ماضی کا ریکارڈ سزائوں کے تعین میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ بار بار جرم کرنے والے مجرموں کو عام طور پر زیادہ سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔

○ **تحفیفی عوامل (Mitigating Factors):** یہ وہ حالات ہیں جو سزا کی شدت کو کم کر سکتے ہیں۔ ان میں مجرم کی عمر، ذہنی صحت، مالی حالت، یا یہ کہ آیا اسے کسی دوسرے فرد نے جرم کرنے پر اکسایا تھا، شامل ہو سکتے ہیں۔

کی شدت کے تناسب دریا تکلیف پہنچانا ہے۔ یہ نظریہ ماضی کے جرم پر مرکوز ہوتا ہے اور اس کا بنیادی مقصد انصاف کے حصول کے لیے مجرم کو اس کے عمل کا بدلہ دینا ہے، قطع نظر اس کے کہ اس کا مستقبل میں کیا اثر پڑے گا۔ لہذا یہ بعض اوقات غیر متناسب سزائوں کا باعث بن سکتا ہے اور جرم کی بنیادی وجوہات کو نظر انداز کرتا ہے۔

● **بازداری (Deterrence):** بازداری کا مقصد مستقبل کے جرائم کو روکنا ہے، مجرم کو یا عام لوگوں کو سزا کے خوف سے ڈرا کر۔

○ **خاص بازداری (Specific Deterrence):** یہ کسی ایک مجرم پر لاگو ہوتی ہے، تاکہ وہ دوبارہ جرم نہ کرے۔

○ **عام بازداری (General Deterrence):** یہ عام عوام پر لاگو ہوتی ہے، تاکہ وہ کسی مجرم کو سزا پاتے دیکھ کر جرم کرنے سے باز رہیں۔²⁵

○ یہ نظریہ اس مفروضے پر مبنی ہے کہ انسان عقلی مخلوق ہے اور سزا کے ممکنہ نتائج کا حساب لگا کر جرم سے باز رہے گا۔ تاہم اس کی تاثیر پر سوالات اٹھائے جاتے ہیں خاص طور پر شدید جرائم میں جہاں جذبات یا نشہ فیصلہ سازی پر حاوی ہوں۔

● **اصلاح (Rehabilitation):** اصلاح کا مقصد مجرموں کو معاشرے کے قانون پسند افراد میں تبدیل کرنا ہے۔ یہ نظریہ اس بات پر یقین رکھتا ہے کہ کوئی بھی پیدائشی مجرم نہیں ہوتا اور غلطیوں کو درست کیا جاسکتا ہے۔ اس میں تعلیمی اور پیشہ ورانہ پروگرام، علاج کے مراکز میں داخلہ، اور مشاورت شامل ہو سکتی ہے۔ اصلاح کو 19 ویں صدی میں انسانیت پر مبنی متبادل کے طور پر متعارف کرایا گیا، اور حالیہ تحقیق نے اس کی تاثیر کو ظاہر کیا ہے، خاص طور پر دوبارہ جرم کرنے کی شرح (recidivism) کو کم کرنے میں۔

● **نااہل کرنا (Incapacitation):** اس کا مقصد مجرم کو معاشرے سے ہٹا کر مستقبل کے جرائم کو روکنا ہے، تاکہ وہ مزید نقصان نہ پہنچا سکے۔ اس کی مثالوں میں قید، گھر میں نظر بندی، یا سزائے موت شامل ہیں۔ یہ نظریہ خاص طور پر خطرناک یا مجرموں کو فوری طور پر جرم روکنے کے لیے استعمال ہوتا ہے۔

● **بحالی انصاف (Restorative Justice):** یہ ایک جدید تصور ہے جو جرم سے ہونے والے نقصان کی تلافی پر توجہ مرکوز کرتا ہے۔ اس میں مجرم، متاثرہ اور معاشرے کے افراد کو اکٹھا کیا جاتا ہے تاکہ جرم کے نتائج کو حل کیا جاسکے۔ اس کا مقصد نقصان کو ٹھیک کرنا، تعلقات میں اعتماد بحال کرنا، اور معاشرے کو مضبوط بنانا ہے۔ یہ روایتی انتقامی سزائوں کے برعکس، شفا اور مفاہمت پر زور دیتا ہے۔

● **معاوضہ (Restitution):** یہ مجرم کو مالی طور پر سزا دے کر مستقبل کے جرائم کو روکتا ہے۔ اس میں عدالت مجرم کو متاثرہ کو ہونے والے کسی بھی نقصان کی تلافی کے لیے ادائیگی کا حکم دیتی ہے، جیسے بلٹی بل، کھوئی ہوئی اجرت، یا جانبداد کا نقصان۔ یہ ایک قسم کا مالی جرمانہ ہے جو متاثرہ کو براہ راست فائدہ پہنچاتا ہے۔

● چیلنجز

- قید کے اخراجات: قید کا نظام اگرچہ موثر ہے، لیکن اس کے اخراجات بہت زیادہ ہوتے ہیں۔
- غیر متناسب سزائیں: لازمی کم از کم سزائیں بعض اوقات غیر متناسب سزائوں کا باعث بن سکتی ہیں، جہاں معمولی جرائم کے لیے بھی سخت سزائیں دی جاتی ہیں۔ یہ مجرموں کی بحالی کے مواقع کو بھی محدود کر سکتا ہے۔
- انسانی حقوق کے مسائل: بعض سزائیں، جیسے تنہائی کی قید یا سزائے موت کے بعض طریقے، انسانی حقوق کے حوالے سے تشویش کا باعث بنتے ہیں۔

- عدالتی تفاوت: (Sentencing Disparities): عدالتی صوابدید، اگرچہ پلک فراہم کرتی ہے، لیکن بعض اوقات مختلف ججوں کے درمیان سزائوں میں تفاوت کا باعث بنتی ہے۔ پاکستان میں، سزائے موت کے لیے مقررہ رہنما اصولوں کی عدم موجودگی اس تفاوت کو بڑھانے کا باعث بنتی ہے۔

- نظام پر عوامی اعتماد: پولیس کی جانب سے تشدد، شواہد کی جعل سازی، اور ناکافی قانونی امداد جیسی شکایات انصاف کے نظام پر عوامی اعتماد کو متاثر کرتی ہیں۔ پاکستان میں انصاف کے نظام کی کارکردگی عالمی سطح پر کم سمجھی جاتی ہے۔

- سیاسی دباؤ: سیاستدانوں کو دی جانے والی عدالتی سزائوں کو اکثر سیاسی دباؤ یا حریفوں کی سازشوں کا نتیجہ سمجھا جاتا ہے، جس سے عدلیہ اور حکومت کے تعلقات پیچیدہ ہوتے ہیں اور سیاستدانوں کی ساکھ متاثر ہوتی ہے۔³¹

اصلاحات کی کوششیں

- پاکستان میں سزائے موت کے معاملات میں عدالتی رہنما اصولوں کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے تاکہ سزائوں میں یکسانیت اور انصاف کو یقینی بنایا جاسکے۔ جدید قانونی نظام انسانی حقوق، سماجی مساوات اور عملی تاثیر کے ساتھ تعزیری اہداف کو متوازن کرنے کے لیے مسلسل جدوجہد کر رہے ہیں، جس کے نتیجے میں مسلسل اصلاحات ہو رہی ہیں۔ یہ نظام اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ صرف سزادینا کافی نہیں بلکہ مجرم کی اصلاح، معاشرتی انضمام اور متاثرین کے حقوق کا تحفظ بھی ضروری ہے۔

شرعی اور وضعی قوانین میں تعزیر کا تقابلی جائزہ

- تعزیر کا تصور اسلامی قانون اور وضعی قوانین دونوں میں پایا جاتا ہے، لیکن ان کے فلسفیانہ بنیادوں، اطلاق اور اثرات میں نمایاں مماثلتیں اور اختلافات موجود ہیں۔ یہ تقابلی جائزہ دونوں نظاموں کی خوبیوں اور خامیوں کو اجاگر کرتا ہے۔

مماثلتیں

- اسلامی تعزیر اور وضعی قوانین میں سزائوں کے نظام کے درمیان کئی بنیادی مماثلتیں پائی جاتی ہیں، جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہیں کہ انسانی معاشروں میں انصاف اور نظم و نسق کے کچھ مشترک مقاصد ہیں۔

- تشدید کی عوامل (Aggravating Factors): یہ وہ حالات ہیں جو سزا کی شدت کو بڑھا سکتے ہیں۔ ان میں جرم کی سنگینی، ہونے والے نقصان کی مقدار، مجرم کی بے رحمی یا تشدد کا استعمال، یا اس کا ماضی کا مجرمانہ ریکارڈ شامل ہیں۔

- متاثرہ کے اثرات کے بیانات (Victim Impact Statements): متاثرہ افراد کے بیانات عدالت کو یہ معلومات فراہم کرتے ہیں کہ جرم نے انہیں جذباتی اور مالی طور پر کیسے متاثر کیا ہے۔ یہ بیانات معاوضے کی رقم کے تعین میں بھی مددگار ہوتے ہیں۔²⁸

- پلے بارگیننگ (Plea Bargaining): بعض اوقات مجرم کم سزا کے بدلے جرم کا اعتراف کر لیتا ہے۔²⁹

- نفرت انگیز جرائم (Hate Crimes): کچھ قوانین ایسے جرائم کی سزا کو بڑھا دیتے ہیں جو نسل، جنس یا جنسی رجحان جیسے عوامل کی بنیاد پر کیے گئے ہوں۔

- عدالتی صوابدید اور سزائوں کے رہنما اصول (Sentencing Guidelines): جدید عدالتی نظاموں میں، خاص طور پر امریکہ جیسے ممالک میں، سزائوں کے رہنما اصول (Sentencing Guidelines) موجود ہیں جو سزائوں کے تعین کے لیے ایک منظم فریم ورک فراہم کرتے ہیں۔ یہ رہنما اصول جرم کی سطح اور مجرم کی مجرمانہ تاریخ جیسے عوامل کی بنیاد پر سزائوں کی ایک حد مقرر کرتے ہیں۔ ان کا مقصد سزائوں میں یکسانیت اور انصاف کو یقینی بنانا ہے۔

- تاہم، ججوں کو اب بھی عدالتی صوابدید (Judicial Discretion) حاصل ہے، یعنی وہ قانون کی حدود میں رہتے ہوئے اپنے فیصلے اور تجربے کی بنیاد پر سزائیں دے سکتے ہیں۔

عملی اثرات اور چیلنجز

- وضعی قوانین میں سزائوں کا نفاذ معاشرے اور فرد دونوں پر گہرے عملی اثرات مرتب کرتا ہے، اور ان نظاموں کو کئی چیلنجز کا سامنا ہے۔

● عملی اثرات

- جرم کی روک تھام اور اصلاح: وضعی قوانین کا بنیادی مقصد جرم کو روکنا اور مجرموں کی اصلاح کرنا ہے۔ اصلاحی نظریات کے تحت، مجرموں کو معاشرتی دھارے میں دوبارہ شامل کرنے کے لیے تعلیمی اور پیشہ ورانہ پروگرام فراہم کیے جاتے ہیں۔ تاہم، بازداری کی تاثیر پر بحث ہوتی ہے، اور بعض اوقات سزائوں کی سختی کے باوجود دوبارہ جرم کرنے کی شرح (recidivism) زیادہ رہتی ہے۔³⁰
- معاشرتی تحفظ: نااہل کرنے کا نظریہ مجرموں کو معاشرے سے ہٹا کر فوری تحفظ فراہم کرتا ہے، جیسے قید کے ذریعے۔

- متاثرین کے لیے انصاف: معاوضہ اور بحالی انصاف کے ذریعے متاثرین کو ہونے والے نقصان کا ازالہ کیا جاتا ہے، جس سے انہیں انصاف کا احساس ہوتا ہے۔

پر سزا کو ساقط نہیں کرتی۔ وضعی قوانین میں معافی یا سزا کی تخفیف کے لیے مخصوص قانونی طریقہ کار موجود ہیں (جیسے ریکارڈ کو سیل کرنا)۔³⁵ لیکن یہ اسلامی تصور سے مختلف ہیں۔

- **اختیار کا دائرہ کار:** اسلامی تعزیر کا دائرہ کار صرف ریاستی عدالتوں تک محدود نہیں بلکہ یہ خاندانی اور سماجی نظم و ضبط میں بھی لاگو ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر، شوہر اپنی بیوی کو، ماں باپ اپنی اولاد کو، اور استاد اپنے شاگرد کو بھی تعزیر کر سکتا ہے۔³⁶ وضعی قانون میں سزا کا اختیار بنیادی طور پر ریاستی اداروں تک محدود ہوتا ہے۔
- **فلسفیانہ بنیاد:** اسلامی تعزیر کی فلسفیانہ بنیاد اخلاقی اور روحانی اصلاح پر مبنی ہے، جس کا مقصد فرد کو اللہ کی اطاعت اور معاشرتی و قاری پابندی ہے۔ وضعی قوانین میں سزائوں کے نظریات (انتقام، باز داری، اصلاح) زیادہ تر سیکولر اور سماجی مقاصد پر مرکوز ہوتے ہیں۔
- **فلسفیانہ بنیادوں میں بنیادی فرق:** یعنی الٰہی بمقابلہ انسانی اختیار، چلک، رحم، اور انصاف کے سماجی انضمام کے مختلف طریقوں کا باعث بنتا ہے۔ اسلامی تعزیر میں توبہ اور عفو کی گنجائش رحم اور اصلاح پر زور دیتی ہے، جبکہ وضعی قوانین میں یہ پہلو کم نمایاں ہو سکتا ہے یا مختلف قانونی طریقہ کار کے ذریعے حاصل کیا جاتا ہے۔

فلسفیانہ بنیادوں اور عملی اثرات کا تجزیہ

فلسفیانہ بنیادیں

تعزیر کے لغوی معنی کی دوہری نوعیت ("روکنا" اور "مدد کرنا") اس کے فلسفے میں گہرائی پیدا کرتی ہے۔³⁷

یہ ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی قانون میں سزا کا مقصد محض تکلیف پہنچانا نہیں بلکہ مجرم کی اصلاح کرنا اور اسے مزید برائی سے روکنا ہے۔ یہ ایک ایسا نقطہ نظر ہے جو سزا کو اخلاقی ترقی اور وقار کی بحالی کے ساتھ جوڑتا ہے۔ اسلامی سزائوں کا نظام انسانی فطرت کے عین مطابق ہے اور اپنے اندر بہت سی سماجی اور اخلاقی پہلوؤں کی اصلاح کا بھی ضامن ہے۔ اس کے برعکس، وضعی قوانین میں سزائوں کے نظریات (انتقام، باز داری، اصلاح) اکثر آزادانہ طور پر کام کرتے ہیں اور بعض اوقات ایک دوسرے سے متصادم بھی ہو سکتے ہیں۔ مثال کے طور پر، انتقام کا نظریہ ماضی پر مرکوز ہوتا ہے، جبکہ اصلاح کا نظریہ مستقبل پر۔ وضعی قوانین میں انصاف کا مقصد تنازعات کو حل کرنا اور انصاف کو برقرار رکھنا ہے، جبکہ اسلامی قانون میں یہ الٰہی احکامات کی تعمیل اور معاشرتی فلاح پر مبنی ہے۔

عملی اثرات

- **قانونی ارتقاء اور موافقت:** اسلامی تعزیر کی چلک اسے نئے جرائم اور بدلتے ہوئے معاشرتی سیاق و سباق کے مطابق ڈھالنے کی اجازت دیتی ہے۔ قاضی کا ضمنی قوانین بنانے کا اختیار اسلامی قانون کو عصری چیلنجز کا سامنا کرنے کے قابل بناتا ہے، جو اس کی متحرک نوعیت کو ظاہر کرتا ہے۔ وضعی نظام بھی رہنما اصولوں کے ذریعے صوابدید اور

- **مشترکہ مقاصد:** دونوں نظاموں کا بنیادی مقصد جرم کی روک تھام، مجرم کی اصلاح، اور معاشرتی نظم و نسق کو برقرار رکھنا ہے۔³² دونوں ہی معاشرتی امن و امان کو یقینی بنانے کے لیے سزائوں کو ضروری سمجھتے ہیں۔ خاص طور پر، اصلاح (rehabilitation) کا مقصد دونوں نظاموں میں موجود ہے، جہاں مجرم کو معاشرے کا ایک مفید رکن بنانے کی کوشش کی جاتی ہے۔
- **صوابدید وغیرہ:** دونوں نظاموں میں عدالتی صوابدید کا عنصر موجود ہے، جہاں جج کو جرم کے حالات اور مجرم کی شخصیت کے مطابق سزا کو ڈھالنے کا اختیار حاصل ہوتا ہے۔ اسلامی تعزیر میں قاضی کی صوابدید وسیع ہے، جبکہ وضعی قوانین میں یہ قانونی رہنما اصولوں کے تحت ہوتی ہے۔ یہ چلک دونوں نظاموں کو ہر معاملے کے منفرد حالات کے مطابق انصاف فراہم کرنے کی اجازت دیتی ہے۔
- **سزا کی متنوع صورتیں:** دونوں نظاموں میں سزا کی مختلف صورتیں پائی جاتی ہیں، جن میں قید، جرمانے، اور بعض صورتوں میں جسمانی سزا (اگرچہ وضعی قوانین میں اس کا رواج کم ہو رہا ہے) شامل ہیں۔ مالی جرمانے (fines) دونوں میں ایک عام تعزیری صورت ہیں۔

- **عوامل کا لحاظ:** دونوں ہی جرم کی شدت، مجرم کی مجرمانہ تاریخ، اور جرم کے ارتکاب کے حالات جیسے عوامل کو سزا کے تعین میں مد نظر رکھتے ہیں۔ تخفیفی (mitigating) اور تشدید (aggravating) عوامل کا تصور بھی دونوں میں موجود ہے۔³³

اختلافات

مماثلتوں کے باوجود، دونوں نظاموں میں بنیادی اختلافات بھی ہیں جو ان کے فلسفیانہ ماخذ اور اطلاق کے طریقوں سے جڑے ہیں:

- **اختیار کا ماخذ:** اسلامی تعزیر کا ماخذ شریعت کے عمومی اصول ہیں، اور اس کا تعین الٰہی احکامات کے وسیع تر فریم ورک کے اندر کیا جاتا ہے۔ اس کے برعکس، وضعی قوانین انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں اور ان کے اپنے اذہان کی پیداوار ہیں۔³⁴ یہ بنیادی فرق دونوں نظاموں کے قانونی فلسفے کی بنیاد بنتا ہے۔
- **متعین بمقابلہ غیر متعین سزائیں:** اسلامی قانون میں حدود جیسی متعین سزائیں موجود ہیں جو الٰہی طور پر مقرر ہیں، جبکہ تعزیر غیر متعین ہے اور قاضی کی صوابدید پر منحصر ہے۔ وضعی قوانین میں سزائیں عام طور پر قانون سازی کے ذریعے متعین حدود کے اندر صوابدید ہوتی ہیں، لیکن کوئی الٰہی طور پر مقررہ سزا نہیں ہوتی۔
- **معافی/عفو کی گنجائش:** اسلامی تعزیر میں توبہ، شفاعت، یا حکمران کے عفو کے ذریعے سزا کے ساقط ہونے کی گنجائش ہے۔ یہ حدود سے ایک اہم فرق ہے، جہاں توبہ عام طور

ماخذ اور اطلاقی و عملی طریقوں میں گہرا فرق ہے۔ اسلامی تعزیر کا اہل ماخذ اور اس کا اصلاحی و تادیبی پہلو اسے ایک منفرد حیثیت دیتا ہے، جبکہ وضعی قوانین انسانی عقل اور تجربے کی بنیاد پر قائم ہوتے ہیں۔ اسلامی تعزیر کا خاندانی اور سماجی سطح پر اطلاق بھی اسے وضعی قوانین سے ممتاز کرتا ہے، جو زیادہ تر ریاستی اداروں پر انحصار کرتے ہیں۔³⁸

سفارشات

1. تعزیر کے اطلاق میں رہنما اصولوں کی تشکیل: اگرچہ تعزیر میں قاضی کی صوابدید اہم ہے، لیکن اس کے اطلاق میں مزید یکسانیت اور شفافیت لانے کے لیے جدید فقہی تحقیق کی بنیاد پر رہنما اصول (guidelines) وضع کیے جاسکتے ہیں۔ یہ خاص طور پر نئے اور پیچیدہ جرائم کے لیے مفید ثابت ہوگا، جیسا کہ وضعی قوانین میں کیا جاتا ہے۔ پاکستان میں سزائے موت کے لیے رہنما اصولوں کی عدم موجودگی ایک بڑا مسئلہ ہے، جسے حل کرنے کی ضرورت ہے۔

2. اصلاحی اور بحالی انصاف کے ماڈل کا فروغ: دونوں نظاموں کو مجرموں کی اصلاح اور معاشرتی انضمام پر مزید توجہ دینی چاہیے۔ اسلامی تعزیر کا اصلاحی پہلو اور وضعی قوانین میں بحالی انصاف کے نظریات کے فروغ سے متاثرین اور معاشرے کو زیادہ فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ ہندوستان میں کمیونٹی سروس جیسے متبادل سزائوں کا آپشن اس سمت میں ایک مثبت قدم ہے۔

3. قانونی تعلیم و تربیت میں اضافہ: قاضیوں اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہلکاروں کے لیے مسلسل تربیت اور آگاہی کے پروگرام منعقد کیے جائیں تاکہ وہ شرعی اور وضعی قوانین کے جدید تقاضوں کو سمجھ کر انسانی حقوق کے احترام کو یقینی بناسکیں۔

4. عوامی آگاہی اور اعتماد میں اضافہ: انصاف کے نظام پر عوام کا اعتماد بحال کرنے کے لیے شفافیت کو فروغ دیا جائے اور قانونی امداد کی فراہمی کو بہتر بنایا جائے، خاص طور پر کمزور طبقات کے لیے۔ ہندوستان میں متاثرہ کوائف آئی آر کی کاپی فراہم کرنا اور کیس کی پیشرفت سے آگاہ کرنا اس کی ایک اچھی مثال ہے۔

بین الاقوامی معیارات سے ہم آہنگی: سزائوں کے تعین میں بین الاقوامی انسانی حقوق کے معیارات کو مد نظر رکھا جائے، خاص طور پر سزائے موت جیسے حساس معاملات میں، جیسا کہ پاکستان میں سزائے موت کے لیے رہنما اصولوں کی ضرورت پر زور دیا گیا ہے۔ تنہائی کی قید اور دیگر غیر انسانی سزائوں سے گریز کیا جائے۔

ڈیجیٹل شواہد اور ٹیکنالوجی کا استعمال: جدید ٹیکنالوجی کو انصاف کی فراہمی میں استعمال کیا جائے، جیسا کہ ہندوستان میں ڈیجیٹل شواہد، ویڈیو کا نفر ننگ، اور ای۔فائلنگ کا استعمال کیا جا رہا ہے۔³⁹

یہ انصاف کی تیز رفتار فراہمی اور شفافیت کو یقینی بنانے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ یہ سفارشات دونوں قانونی نظاموں کو زیادہ موثر، منصفانہ اور انسانی پر مبنی بنانے میں معاون ثابت ہو سکتی ہیں، تاکہ وہ عصری چیلنجز کا بہتر طور پر مقابلہ کر سکیں اور معاشرتی امن و امان کے قیام میں اپنا کردار ادا کر سکیں۔

یکسانیت کو متوازن کرنیکی کوشش کرتے ہیں، لیکن انہیں تفاوت اور انسانی حقوق کے مسائل جیسے چیلنجز کا سامنا ہے۔

● معاشرتی انضمام: اسلامی تعزیر کا وسیع تر اطلاق (خاندان اور استاد کے ذریعے) نظم و ضبط کے لیے ایک جامع، کمیونٹی پر مبنی نقطہ نظر کو فروغ دیتا ہے۔ یہ سزا کو صرف ریاستی اداروں کا کام نہیں بلکہ معاشرتی ڈھانچے کا حصہ بناتا ہے، جس سے فرد اور کمیونٹی کے درمیان تعلق مضبوط ہوتا ہے۔ اس کے برعکس، جدید نظام زیادہ تر ریاستی اداروں پر انحصار کرتے ہیں، جس سے بعض اوقات مجرموں میں بیگانگی پیدا ہو سکتی ہے۔

● عوامی اعتماد اور چیلنجز: پاکستان جیسے ممالک میں، انصاف کے نظام پر عوامی اعتماد کا فقدان ایک بڑا چیلنج ہے، جہاں پولیس تشدد، شواہد کی جعل سازی، اور ناکافی قانونی امداد جیسے مسائل موجود ہیں۔ عدالتی سزائوں کو بعض اوقات سیاسی دباؤ کا نتیجہ بھی سمجھا جاتا ہے، خاص طور پر سیاستدانوں کے معاملات میں۔ یہ مسائل وضعی نظام کی تاثیر اور سزا کو متاثر کرتے ہیں۔ اسلامی نظام میں، اہل ماخذ اور اصلاحی مقاصد کی وجہ سے، عوامی اعتماد کی بنیاد زیادہ مضبوط ہو سکتی ہے، اگرچہ عملی نفاذ میں چیلنجز موجود ہو سکتے ہیں۔

تقابلی تجزیہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ اگرچہ دونوں نظام انصاف کے حصول کے لیے کوشاں ہیں، لیکن ان کے بنیادی فلسفے اور عملی اطلاق مختلف ہیں۔ اسلامی تعزیر، اپنی پلک، اصلاحی نوعیت، اور سماجی انضمام کے ذریعے، ایک منفرد ماڈل پیش کرتی ہے جو اہل اصولوں اور انسانی ضرورتوں کے درمیان توازن قائم کرتا ہے۔ وضعی قوانین، اپنے متنوع نظریات اور مسلسل اصلاحات کے باوجود، اب بھی یکسانیت، انسانیت، اور موثر سماجی انضمام کے چیلنجز سے نبرد آزما ہیں۔

نتیجہ

اس مقالے میں "تعزیر کے احکام و اثرات: شرعی و وضعی قوانین کا تقابلی جائزہ" کا ایک جامع مطالعہ پیش کیا گیا ہے۔ تجزیہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اسلامی قانون میں تعزیر ایک پلکار اور موافق سزا کا نظام ہے، جس کی بنیاد فرد کی اصلاح، تادیب اور معاشرے کی روک تھام پر ہے۔ اس کی لغوی جڑیں بھی اس کے دوہرے مقصد، یعنی برائی کو روکنا اور فرد کی مدد کرنا، کی عکاسی کرتی ہیں۔ قاضی کی وسیع صوابدید، جو حدود کے برعکس توبہ اور عفو کی گنجائش فراہم کرتی ہے، اسلامی قانون کو نئے اور ابھرتے ہوئے جرائم سے نمٹنے کی صلاحیت دیتی ہے اور اسے انسانیت پر مبنی ایک نظام بناتی ہے۔ یہ اسلامی قانون میں قانونی ارتقاء اور موافقت کا ایک اہم طریقہ کار بھی ہے۔

دوسری طرف، وضعی قوانین میں سزائوں کے نظام میں انتقام، بازدار، اصلاح، نااہل کرنا، اور بحالی انصاف جیسے متنوع نظریات پائے جاتے ہیں۔ یہ نظام جرم کی نوعیت، مجرم کی تاریخ، اور تخفیفی و تشدید کی عوامل کو مد نظر رکھتے ہوئے سزائوں کا تعین کرتے ہیں۔ تاہم، انہیں عدالتی تفاوت، لازمی کم از کم سزائوں کے غیر متناسب اثرات، اور انسانی حقوق کے تحفظ جیسے چیلنجز کا سامنا ہے۔

تقابلی جائزہ سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ اگرچہ دونوں نظاموں کے مقاصد میں کچھ مماثلتیں ہیں، جیسے جرم کی روک تھام اور معاشرتی نظم و نسق کا قیام، لیکن ان کے فلسفیانہ

REFERENCES - حوالہ جات

- ¹al-Qur'ān, 33:58.
- ²Ṣaḥīḥ al-Bukhārī, Kitāb al-Hudūd, Ḥadīth 6848.
- ³Mawdūdī, Abū al-A'ī. *Islām kā Nizām-e-Zindagī*. Bāb: *Islāmī Nizām-e-'Adl*, ṣ. 112. Lāhaur: Idārah Tarjumān al-Qur'ān.
- ⁴Rāghib. *Mufradāt al-Qur'ān*.
- ⁵Ṣāliḥ bin Fawzān, Faḍīlat al-Shaykh, wa Muḥammad Aṣghar Ṣārim (Mutarjīm). *Fiqhī Ahkām wa asā'il*. Majallah 1, ṣ. 434, Bāb 15.
- ⁶Ṣāliḥ bin Fawzān, Faḍīlat al-Shaykh, wa Muḥammad Aṣghar Ṣārim (Mutarjīm). *Fiqhī Ahkām wa asā'il*. Majallah 1, ṣ. 434, Bāb 15.
- ⁷Ṣāliḥ bin Fawzān, Faḍīlat al-Shaykh, wa Muḥammad Aṣghar Ṣārim (Mutarjīm). *Fiqhī Ahkām wa asā'il*. Majallah 1, ṣ. 434, Bāb 15.
- ⁸Ta'zīr. Wikī Shī'ah. <https://ur.wikishia.net/vies/%d8%AAY.%20D8%B9%b2%DB%8C%d8%B1> (Accessed June 17, 2025).
- ⁹Ta'zīr. Wikī Shī'ah. <https://ur.wikishia.net/vies/%d8%AAY.%20D8%B9%b2%DB%8C%d8%B1> (Accessed June 17, 2025).
- ¹⁰Kāsānī, 'Alā' al-Dīn. *al-Badā'i' al-Ṣanā'i'* (Mutarjīm: Dr. Maḥmūd al-Ḥasan 'Ārif). Markaz Taḥqīq Diyāl Singh Trust Library, Nisbat Road, Lāhaur, j. 7, ṣ. 64.
- ¹¹Anas, Imām Mālik bin Anas. *al-Mudawwanah al-Kubrā*. Dār al-Kutub al-'Ilmiyyah, Bayrūt, Lubnān, j. 4, ṣ. 437.
- ¹²Shāfi'ī, Imām Muḥammad Idrīs Shāfi'ī. *Kitāb al-Umm*. Bayt al-Afkār al-Dawliyyah, j. 6, ṣ. 150.
- ¹³Ibn Qudāmāh, Imām. *al-Mughnī*. Maktabah al-Qāhirah, j. 109, ṣ. 330.
- ¹⁴*Amn Mu'āsharah aur Sazā'ōn kā Islāmī Taṣawwur*. Express Urdu. Express.pk. (Accessed June 17, 2025).
- ¹⁵*Amn Mu'āsharah aur Sazā'ōn kā Islāmī Taṣawwur*. Express Urdu. Express.pk. (Accessed June 17, 2025).
- ¹⁶al-Qur'ān, 2:229.
- ¹⁷*Qīṣāṣ, Ta'zīr wa Ḥadd Chīst?* Khabar Guzārī Mīzān. (Accessed June 17, 2025).
- ¹⁸*Qīṣāṣ, Ta'zīr wa Ḥadd Chīst?* Khabar Guzārī Mīzān. (Accessed June 17, 2025).
- ¹⁹*Qīṣāṣ, Ta'zīr wa Ḥadd Chīst?* Khabar Guzārī Mīzān. (Accessed June 17, 2025), *Ta'zīr*. Wikī Shī'ah.
- ²⁰*Qīṣāṣ, Ta'zīr wa Ḥadd Chīst?* Khabar Guzārī Mīzān. (Accessed June 17, 2025), *Amn Mu'āsharah aur Sazā'ōn kā Islāmī Taṣawwur*.
- ²¹*Qīṣāṣ, Ta'zīr wa Ḥadd Chīst?* Khabar Guzārī Mīzān. (Accessed June 17, 2025), *Amn Mu'āsharah aur Sazā'ōn kā Islāmī Taṣawwur*.
- ²²*Qīṣāṣ, Ta'zīr wa Ḥadd Chīst?* Khabar Guzārī Mīzān. (Accessed June 17, 2025), *Amn Mu'āsharah aur Sazā'ōn kā Islāmī Taṣawwur, Ta'zīr*. Wikī Shī'ah.
- ²³*Qīṣāṣ, Ta'zīr wa Ḥadd Chīst?* Khabar Guzārī Mīzān. (Accessed June 17, 2025), *Amn Mu'āsharah aur Sazā'ōn kā Islāmī Taṣawwur, Ta'zīr*. Wikī Shī'ah.
- ²⁴*Qīṣāṣ, Ta'zīr wa Ḥadd Chīst?* Khabar Guzārī Mīzān. (Accessed June 17, 2025), *Ta'zīr*. Wikī Shī'ah, *Amn Mu'āsharah aur Sazā'ōn kā Islāmī Taṣawwur*.
- ²⁵*Theories of Punishment*. Sahnā Māhūrā, 2023. <https://blog.Uplodess.in/theories-of-punishment>
- ²⁶*'Adālatī Nizām kā Maqṣad Nah Sirf Tanāzu'āt ...*
- ²⁷*Tīn Nayē Fawjdārī Qawānīn kē Kāmyāb ...*
- ²⁸'Abd al-Ḥafīz, Chaudhrī. *Islāmī Hudūd wa Ta'zīrāt* (Maḍmūn). *Muḥaddith Magazine*, January 1998.
- ²⁹'Abd al-Ḥafīz, Chaudhrī. *Islāmī Hudūd wa Ta'zīrāt* (Maḍmūn). *Muḥaddith Magazine*, January 1998, *'Adālatī Nizām kā Maqṣad Nah Sirf Tanāzu'āt*
- ³⁰'Abd al-Ḥafīz, Chaudhrī. *Islāmī Hudūd wa Ta'zīrāt* (Maḍmūn). *Muḥaddith Magazine*, January 1998, *'Adālatī Nizām kā Maqṣad Nah Sirf Tanāzu'āt, Theories of Punishment*, 2023.
- ³¹*Pākistān Mēn Siyāsatdānōn ko 'Adālatī Sazā'ēn aur Un kē Atharāt*. (Accessed June, 2025).
- ³²*Pākistān Mēn Siyāsatdānōn ko 'Adālatī Sazā'ēn aur Un kē Atharāt*. (Accessed June, 2025), *Fiqhī Ahkām wa Masā'il*. Majallah 1 (Ṣāliḥ bin Fawzān).
- ³³*Pākistān Mēn Siyāsatdānōn ko 'Adālatī Sazā'ēn aur Un kē Atharāt*. (Accessed June, 2025), *Fiqhī Ahkām wa Masā'il*. Majallah 1 (Ṣāliḥ bin Fawzān), 'Abd al-Ḥafīz Chaudhrī, *Islāmī Hudūd wa Ta'zīrāt*.
- ³⁴*Pākistān Mēn Siyāsatdānōn ko 'Adālatī Sazā'ēn aur Un kē Atharāt*. (Accessed June, 2025), *Fiqhī Ahkām wa Masā'il*. Majallah 1 (Ṣāliḥ bin Fawzān), 'Abd al-Ḥafīz Chaudhrī, *Islāmī Hudūd wa Ta'zīrāt, Amn Mu'āsharah aur Sazā'ōn kā Islāmī Taṣawwur*, Express Urdu.
- ³⁵*Āp kē Mujrimānah Record ko Seal Karnā*. New York State Attorney General. June 17, 2025.
- ³⁶*Ta'zīr*. Āzād Dā'irah al-Ma'ārif. Wikipedia.
- ³⁷*Ta'zīr*. Āzād Dā'irah al-Ma'ārif. Wikipedia, Ṣāliḥ bin Fawzān, *Fiqhī Ahkām wa Masā'il*.
- ³⁸Ṣāliḥ bin Fawzān, *Fiqhī Ahkām wa Masā'il, Ta'zīr*. Āzād Dā'irah al-Ma'ārif. Wikipedia.
- ³⁹Ṣāliḥ bin Fawzān, *Fiqhī Ahkām wa Masā'il, Ta'zīr*. Āzād Dā'irah al-Ma'ārif. Wikipedia, *'Adālatī Nizām kā Maqṣad Nah Sirf Tanāzu'āt ko Ḥal Karnā Hai*.